پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی

عاشورہ محرم

ماہ محرم سن ھجری کا پہلا مہینہ ہے اور سن ھجری کی ترویج حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک اہم کارنامہ ہے۔ ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک دستاویز پیش ہوئی جس پر صرف "شعبان" لکھا ہوا تھا دستاویز کا تعلق کس سال سے ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن متعین کرنے کی تجویز پیش کی۔ باہمی مشاورت سے طے پایا کہ ہمیں اپنے سن کا آغاز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ ھجرت سے کرنا چاہیے کیونکہ وہ اسلام کی تاریخ میں عظیم انقلابی واقعہ ہے۔ ہجرت ربیع الاوّل کے مہینے میں ہوئی تھی لیکن عرب نیا سال محرم سے شروع کیا کرتے تھے اس لئے فیصلہ یہ ہوا کہ تاریخ ہجرت کو دوماہ پیچھے ہٹا کر سن ہجری کا آغاز اسی سال (۱۷ھ) کے محرم سے کیا جائے۔ اس طرح تاریخ اسلام میں پہلی مرتبہ یوم الخمیس ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۷ھ ۱۲ جولائی ۶۳۸ء کو مملکت اسلام میں اس کا نفاذ ہوا۔ یہی سن ھجری آج تک پورے عالم اسلام میں رائج و نافذ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

"زمانہ گھوم گھما کر پھر اسی حالت پر آگیا ہے جس حالت پر اس وقت تھا جب اللہ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی۔ سال بارہ مہینوں کا ہے جن میں چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین پے در پے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور چوتھا رجب جو جمادی الاخری اور شعبان کے درمیان ہے"

(صحیح بخاری- کتاب التفسیر سورۃ التوبہ)

بعض علماء نے لکھا ہے کہ اصل ملت ابراہیمی میں یہ چار ماہ اشہر حرم قرار دیئے گئے تھے ان میں قتال و جدال کی بالخصوص ممانعت ہے۔ عاشوراء کی تاریخی عظمت کے متعلق حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "عاشوراء کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کنارہ پر آئی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی تھی اور فرعون غرق ہوا تھا اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور اسی دن آسمان پر اٹھائے گئے۔ اسی دن حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے خلاصی ملی اور اسی دن امت کا قصور معاف ہوا اور اسی دن حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں سے نکالے گئے۔ اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کو مشہور مرض سے صحت عطا ہوئی اور اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عطا ہوا۔ اس کے علاوہ اور بھی کرامات اس دن کی شروح حدیث اور کتب سیر میں لکھی ہیں۔ محدثانہ حثیت سے ان میں کلام بھی ہے مگر بہت سے کرامات صحیح طور سے بھی ثابت ہیں۔" (شمائل ترمذی مع اردو شرح خصائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۳۱۲)

مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے "الآثار المرجوعہ" صفحہ ۳۲۴ پر ان میں سے اکثر واقعات کو حدیثوں کے حوالے کے ساتھ لکھا ہے۔

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مہینے کو اس لیے فضیلت حاصل ہوئی کہ اس میں حضرت حسینؓ کی شہادت ہوئی۔ یہ خیال بالکل غلط ہے اس مہینے کی حرمت کا حضرت حسینؓ کے واقعہ شہادت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ سانحہ شہادت تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پچاس سال بعد پیش آیا اور دین کی تکمیل تو آپ کی زندگی ہی میں کردی گئی تھی۔ "الیوم اکملت لکم دینکم---" اس لیے یہ تصور اس آیت قرآنی کے سراسر خلاف ہے۔ محرم اشہر حرم میں سے ہے اور اس کے معنی ہی محترم، معظم اور مقدس کے ہیں۔ اس مہینے اور عاشوراء کی فضیلت اسلام سے بھی بہت پہلے سے ہے۔

عاشوراء سے کیا مراد ہے؟ اور اس دن کون سی عبادت مسنون ہے؟ اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

عاشوراء (عاشوراء الف مقصورہ کے ساتھ اور عشوراء پہلے الف کے حذف کے ساتھ) عشر سے ماخوذ ہے اور عشر دس کو کہتے ہیں۔ بعض روایات کے مطابق نواں دن یوم عاشوراء کہلاتا ہے (لسان العرب بذیل مادہ عشر)

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ عاشوراء معدول (اپنی اصل سے ہٹا ہوا) ہے جو اصل میں عاشرہ تھا مبالغہ و تعظیم کے لیے اسے عاشوراء بنا دیا گیا ہے۔ عاشوراء دراصل لیلۃ عاشرۃ (دسویں رات) کی صفت ہے گویا جب عاشوراء بولا جاتا ہے تو اس سے مقصود یوم اللیلۃ العاشرہ (یعنی دسویں رات کا دن) ہوتا ہے۔ (فتح الباری باب صیام یوم عاشوراء) یوم عاشوراء کی تعیین کے سلسلے میں روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ عاشوراء محرم کی دسویں تاریخ کو کہتے ہیں۔ ابن حجرؒ نے کہا ہے اکثر اہل علم کے نزدیک اس سے مراد نویں تاریخ ہے۔ پہلی صورت میں یوم کی اضافت گذشتہ رات کی طرف ہوگی اور دوسری صورت میں یوم اضافت گذشتہ رات کی طرف ہوگی اور دوسری صورت میں یوم کی اضافت آئندہ رات کی طرف ہوگی۔ (حوالہ سابق)

غالباً اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم دیتے وقت فرمایا کہ یہود چونکہ دسویں محرم کو عید مناتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں اس لیے تم نویں یا گیارھویں محرم کو روزہ رکھا کرو اور فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو یہود کی مخالفت کرتے ہوئے نویں محرم کو روزہ رکھوں گا۔ اس کی تائید حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ حکم بن اعراج کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس گیا جبکہ وہ زم زم کے پاس اپنی چادر کا تکیہ بنائے لیے ہوئے تھے سو میں نے کہا کہ مجھے یوم عاشوراء کے بارے میں بتائیے کیونکہ میں اس کا روزہ رکھنا چاہتا ہوں ابن عباس نے کہا جب محرم کا چاند نظر آئے تو دن گننا شروع کردو پھر نو تاریخ کی صبح کو روزہ رکھو میں نے کہا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ انہوں نے کہاں ہاں۔ (جامع ترمذی۔ باب ماجاء فی عاشوراء ای یوم ھو)

حضرت ابن عباس کی اس روایت کی اساس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ارشاد ہے کہ جب اگلا سال

آئے گا تو انشاء اللہ ہم نویں تاریخ کا روزہ رکھیں گے۔ چنانچہ ابن عباسؓ نے ایک موقع پر کہا کہ تم لوگ یہودیوں کی مخالفت کرتے ہوئے نویں اور دسویں تاریخ کو روزہ رکھا کرو۔ ابن عباسؓ ہی سے مروی ہے کہ

"امر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بصوم عاشوراء یوم العاشر"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء یعنی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (جامع ترمذی۔ باب ماجاء فی عاشوراء ای یوم ھو) جمھور صحابہ و تابعین و ائمہ عظام سلف و خلف کا یہی قول ہے کہ عاشوراء محرم کی دسویں تاریخ ہے اگرچہ بعض سلف کو اس میں اختلاف بھی رہا ہے مگر بزاز نے بسند صحیح حضرت عائشہ سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں صراحت کے ساتھ عاشوراء دسویں تاریخ کو کہا گیا ہے۔
(مجمع الزوائد ص ۱۸۹ ج ۳، عینی شرح بخاری ص ۳۴۶ ج ۵)

مشہور ریاضیات ابوریحان بیرونی رم ۴۴۰ھ لکھتے ہیں کہ: کہا جاتا ہے کہ عاشوراء عبرانی لفظ جو معرب ہو کر عاشوراء ہو گیا ہے اس سے مراد یہود کے مہینے "تشری" کا دسواں روز ہے جس کا روزہ صوم الکبور کہلاتا ہے۔ اس کو عربوں کے مہینے میں شمار کیا جانے لگا۔ اور ان کے سب سے پہلے مہینے کا دسواں روز شمار کیا جانے لگا۔ اور ان کے سب سے پہلے مہینے کا دسواں روز قرار پایا۔" (الآثار الباقیۃ عن القرون الخالیۃ ص ۳۳۱) علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ "عام طور سے یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی میں چالیس دن روزہ رکھنا اچھا سمجھتے ہیں لیکن چالیسویں دن کا روزہ رکھنا ان پر فرض ہے جو ان کے ساتویں مہینے "تشرین" کی دسویں تاریخ کو پڑتا ہے اور اسی لیے اس کو عاشوراء کہتے ہیں۔ یہی عاشوراء کا دن وہ دن تھا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات کے دس احکام عنایت ہوئے تھے۔ اسی لیے تورات میں اس دن کے روزہ کی نہایت تاکید آئی ہے"۔ (سیرت النبی علیہ السلام ص ۲۴۳ ج ۵)

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے۔ عرض کیا گیا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمنوں سے نجات دی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تم سے زیادہ حق دار ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کا تم سے زیادہ حق دار ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کا روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی دیا۔ (صحیح بخاری۔ باب صیام یوم عاشوراء)

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ بہت بڑا دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی تھی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا تھا اس خوشی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن روزہ رکھا تھا۔ امام بخاری نے ہجرت کے باب میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ ہم بھی ان کی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں۔

ان روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہودی عاشوراء کے دن روزہ رکھتے تھے۔ اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عاشوراء روزہ رکھتے تھے۔ اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عاشوراء سے مراد تو دس محرم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ

وسلم ربیع الاول کے نصف اول میں مدینہ تشریف لائے نیز یهودی اپنی تاریخوں کا حساب شمسی مہینوں سے کرتے تھے پھر عاشورہ محرم کو ان کے روزہ رکھنے کا کیا مطلب ہے؟ اس اشکال کی بناء پر ابو ریحان بیرونی نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہجرت کے پہلے سال محرم کا پہلا دن جمعہ کا تھا جو ۱۶۔ تموز ۹۳۳ اسکندر کے مطابق ہے دوسری طرف یہودیوں کے اس سال کا پہلا دن ۱۲ ایلول اتوار کا دن ہے جو ۲۹۔صفر کے مطابق ہے۔ اس لحاظ سے عاشوراء کا روزہ ۹۔ ربیع منگل کو ہونا چاہیئے۔ ان دونوں تاریخوں کا تطابق ہر حال میں ناممکن ہے۔

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ بیرونی کا یہ بیان متعدد مفروضوں پر قائم ہے۔ اس کا پہلا مفروضہ تو یہ ہے کہ یہ گفتگو جو حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے صحابہؓ سے منقول ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کے پہلے ہی دن ہوئی تھی اس لئے کہ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

لما قدم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم المدینة اولما دخل المدینة"

حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت تو ربیع الاول کے نصف اول میں ہوئی تھی۔ یہ وہم دراصل فن دراصل فن حدیث سے بے تعلقی اور صحابہ کرامؓ کے طرز کلام اور ان کی تعبیرات سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ یہ اسلوب احادیث میں بکثرت ملتا ہے۔ ابو داؤد میں ہے کہ

قدم صلی اللّٰہ علیہ وسلم المدینة ولھم یومان یلعبون فیھما..."

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور وہاں دو دن ایسے تھے جن میں لوگ جشن مناتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ دن کیسے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ جاہلیت میں یہ ہمارے کھیل تماشے کے دن تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ دن کیسے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ جاہلیت میں یہ ہمارے کھیل تماشے کے دن تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان سے بہتر دو دن عطا کیئے ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری عین اسی دن ہوئی تھی۔ جو ان کے کھیل تماشے کا دن تھا۔ اسی قسم کی تعبیرات کھجور کی پیوند کاری کے سلسلہ میں بھی آئی ہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ " ان کو اس حدیث میں اشکال محض اس خیال کی بناء پر ہوا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو عاشوراء کے روزہ کی حالت میں پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری ربیع الاول میں ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا مفهوم وہ نہیں جو بیرونی نے سمجھا ہے بلکہ اس کا مفهوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم سب سے پہلے مدینہ تشریف لانے کے بعد ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور عاشوراء تک قیام فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ یہود اس دن روزہ سے ہیں۔" اس وضاحت کے بعد اس حدیث اور مذکورہ بالا حسابی تحقیق میں کوئی تضاد باقی نہیں رہتا۔

ان کا دوسرا مفروضہ یہ ہے کہ حدیث میں جس صوم عاشوراء کا ذکر ہے وہ یہود کے مذھبی مہینہ تشری کا دسواں روز ہے جس کو یوم کبور کہا جاتا ہے یعنی کفارہ کا روزہ جو یہودیوں میں بہت مشہور و معروف ہے لیکن یہ مفروضہ حدیث کے الفاظ کے خلاف ہے تورات بھی اس کی تصدیق نہیں کرتی اس لیے کہ یہ ان کے کسی بہت بڑے گناہ اور تاریخی اور قومی جرم کے کفارہ کے طور پر رکھا گیا ہے اور اس کو غم و ماتم و تعذیب نفس کا دن کہا گیا ہے۔ اس کے بر خلاف احادیث صحیحہ میں اس کی صراحت موجود ہے کہ عاشوراء کا دن جس میں مسلمانوں کو روزہ رکھنے کا حکم ہے یہود کے نزدیک بہت خوشی و مسرت اور عید کا دن تھا۔ (ارکان اربعہ ص ۲۶۵)

جیوش انسائیکلوپیڈیا میں اسی کی صراحت موجود ہے کہ کچھ مقامی اور قومی روزے بھی تھے جو ملکوں اور علاقوں کے اختلاف کے ساتھ جہاں یہود قدیم زمانہ سے آباد تھے ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مدینہ کے یہودی عاشوراء کے روزہ میں منفرد ہوں اور اس کا دوسروں کی بہ نسبت زیادہ اہتمام و التزام کرتے ہوں۔ اسی لیے احادیث صحیح میں یہودیوں کے اس روزہ کا ذکر بکثرت آیا ہے۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے عاشوراء کا روزہ رکھنے کی وجہ سے خود یا اہل اسلام کو اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ کیونکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی صریح روایت موجود ہے کہ قریش زمانہ جاہلیت میں یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کا روزہ رکھتے تھے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو وہاں خود بھی اس کا روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیا۔ پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورا کے دن روزہ رکھنا چھوڑ دیا جس کی خواہش ہوتی اس دن کا روزہ رکھتا اور جو چاہتا اس دن کا روزہ نہ رکھتا۔

(صحیح بخاری باب صیام یوم عاشوراء۔ صحیح مسلم باب صوم یوم عاشوراء)

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ عاشوراء کا دن زمانہ جاہلیت میں قریش مکہ کے نزدیک بھی بڑا محترم دن تھا اسی دن خانہ کعبہ پر نیا غلاف ڈالا جاتا تھا اور قریش اس دن روزہ رکھتے تھے۔ قیاس یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی کچھ روایات اس دن کے بارے میں ان تک پہنچی ہوں گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ کہ قریش ملت ابراہیمی کی نسبت سے جو اچھے کام کرتے تھے ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اتفاق اور اشتراک فرماتے تھے پس اپنے اس اصول کی بناء پر حج میں بھی شرکت فرماتے اور عاشوراء کا روزہ بھی رکھتے تھے لیکن دوسروں کو اس کا حکم نہیں دیتے تھے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہاں کے یہود کو بھی عاشوراء کا روزہ رکھتے دیکھا۔ اور ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہوا کہ یہ وہ مبارک اور تاریخی دن ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ نے نجات عطا فرمائی تھی اور فرعون اور اس کے لشکر کو غرقاب کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے روزے کا زیادہ اہتمام فرمایا اور مسلمانوں کو عمومی حکم دیا کہ وہ بھی اس دن روزہ رکھا کریں۔ بعض احادیث میں ہے کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ایسا تاکیدی حکم دیا جیسا حکم فرائض اور واجبات کے لیے دیا جاتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کی صبح مدینہ کے آس پاس کے ان علاقوں میں جن میں انصار رہتے تھے یہ اطلاع بھجوائی کہ جن لوگوں نے ابھی کچھ کھایا پیا نہ ہو وہ آج کے دن روزہ رکھیں، اور جنہوں نے کچھ کھا پی لیا ہو وہ بھی دن کے باقی حصے میں کھانا پینا چھوڑ دیں اور روزہ داروں کی طرح رہیں۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم روزہ رکھا کرتے تھے اور اپنے چھوٹے لڑکوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے۔ اور ان کے لیے کھلونے بناتے تھے پھر جب کوئی رونے لگتا تو اس کو وہی کھیلنے کو دیدیتے تھے۔ یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا تھا۔ (صحیح مسلم باب صوم یوم عاشوراء) ان احادیث کی بناء پر بہت سے ائمہ نے یہ سمجھا ہے کہ ابتداء میں عاشوراء کا روزہ واجب تھا بعد میں جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو عاشوراء کے روزے کی فرضیت منسوخ ہو گئی اور اس کی حیثیت اک نفلی روزے کی رہ گئی۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی فضیلت والے دن کے روزے کا بہت زیادہ اہتمام اور فکر کرتے ہوں سوائے دن یوم عاشوراء کے اور سوائے اس ماہ یعنی رمضان کے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشوراء میں روزہ رکھنے کو اپنا معمول بنا لیا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا تو بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کو تو یہود و نصاریٰ بڑے دن کی حیثیت سے مانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں کو روزہ رکھیں گے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ لیکن اگلے سال کا محرم آنے سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات واقع ہو گئی (صحیح مسلم باب صوم یوم عاشوراء)

اس تفصیل سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ عاشوراء اور محرم میں اہل سنت والجماعت کے نزدیک روزے ہیں بلکہ حدیث میں رمضان کے علاوہ نفلی روزوں میں محرم کے روزوں کو سب سے افضل قرار دیا گیا ہے۔

افضل الصیام بعد صیام شھر رمضان شھر اللہ المحرم"

(جامع ترمذی باب ماجاء فی صوم المحرم) یہ فضیلت عاشوراء کے علاوہ محرم کے دوسرے ایام کو بھی شامل ہے جبکہ اہل تشیع کا نقطۂ نظر اس کے بالکل برعکس ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

اہل تشیع کے نزدیک محرم کا مہینہ منحوس ہے۔ خمینی لکھتا ہے کہ "روزہ رکھنا عاشورہ کے دن.....مکروہ ہے" (توضیح المسائل ص ۲۰۳) شیعہ حضرات کی مشہور اور معتبر کتاب "تحفۃ العوام" میں محرم اور یوم عاشوراء کے اعمال کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

"نویں و دسویں کو روزہ نہ رکھے اس لیے کہ بنی امیہ نے ان دو روزوں میں روزہ رکھا تھا واسطے برکت اور شماتت قتل حسینؓ کے اور احادیث بیسار اہلبیت سے ان دو دنوں کے روزوں کی مذمت میں وارد ہوئی ہیں۔ اور حضرت امام رضاؒ سے روایت ہے کہ جو شخص روز عاشوراء اپنی حاجات دنیا کو ترک کرے اور اپنے کسی کام

میں سعی نہ رے حق تعالیٰ اس کی حاجات دنیا و آخرت کو برلاویگا۔ اور جو شخص روز عاشوراء کو روز برکت جانے گا اور کاربائے دنیا میں مشغول ہو گا اور گھر میں کچھ ذخیرہ جمع کرے گا حق تعالیٰ اس کو بروز قیامت تزید اور ابن زیاد اور عمر سعد کے ساتھ محشور کرے گا۔ پس لازم ہے کہ تمام روز گریہ وزاری میں بسر کرے بدرستیکہ رونا ان حضرات پر گناہان کبیرہ کو مٹاتا ہے اور حضرت امام موسیٰ کاظم سے منقول ہے کہ اگر چاہے تو کہ شہیدان کربلا کے ثواب میں شریک ہو تو جس وقت مصیبت امام حسینؑ کی تجھ کو یاد آوے گریہ کر اور کہہ

"یالیتنیکنت معهم فافوز فوزاعظیما"

حاصل معنی اس کے یہ ہیں کہ اے کاش ہوتا میں بروز عاشوراء شہیدان کربلا کے ہمراہ اور میں بھی شہید ہو کر رستگاری عظیم حاصل کرتا۔۔۔ واضح ہو کہ روز عاشوراء روز کمال حزن و ملال ہے اور نحس ترین ایام ہے۔ ہمارے مخالفین نے فضائل روز عاشوراء اور صوم روز عاشور کے متعلق جو حدیثیں لکھی ہیں اور فضیلتیں قرار دیہیں سب بناء بر تحریر اکابر علمائے اہلسنت غلط اور مضوع ہیں لہذا جب صبح عاشوراء ہو تو بے آب و دانہ رہے نہ کچھ کھائے نہ پیئے آخر روز بعد عصر پانی سے افطار کرے کہ اس وقت لڑائی موقوف ہوئی ہے حضرت سے اور متعلقین خانہ کو حکم کرے کہ مصیبت برپا کریں جیسے اپنے عزیز کے لیے روتے پیٹتے ہیں اس طرح روئے جیسے ماں اپنے بچے کے لیے روتی ہے کہ یہ مصیبت اعظم ترین مصائب ہے جب ایسا کرے تو لکھا جائے گا اس کے لیے ثواب ہزار ہزار حج اور ہرار ہزار عمرہ اور ہزار ہزار جہاد کا کہ سب آنحضرت کے ساتھ بجالایا ہوا اور فرمایا کہ بہترین کار روز عاشوراء یہ ہے کہ بنو جامہ کو اپنے کھول دے اور آستین کو کہنی تک الٹ دے بطور مصیبت زدگان اور طرف صحرا یا بام خانہ کے جابے اور باخضوع و خشوع و باچشم گریان اول روز قبل دوپہر یہ اعمال بجالاوے پھر منہ کرے طرف روضہ منورہ یعنی قبر مبارک شہید کربلا کے اور خاطر میں لاوے معرکہ کربلا اور شہادت امام مظلوم کو اور انگلی سے اشارہ کرے اور نیت کرے کہ زیارت پڑھتا ہوں میں جناب امام حسینؑ کی روز عاشوراے سنت قربۃ الی اللہ۔ پھر کہے (آگے زیارت کی طویل عبادت درج ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں

الهم ان هذا یوم تبرکت به بنوا میة وابن آکلة الاکباد اللعین ابن اللعین علی لسانک و لسان نبیک.. اللهم العن اباسفیان و معاویة بن ابی سفیان و یزید بن معویة و آل مروان علیهم منک ابوالا بدین.

پس دو رکعت نماز زیارت پڑھے۔ نماز کے بعد احتیاطاً دوبارہ بھی زیادرت پڑھے تو بہتر ہے۔ بعد اس کے سو(۱۰۰) مرتبہ کہہ

اللهم العن اول ظالم ظلم حق محمد و آل محمد و آخر تابع له علی ذلک

پھر دو رکعت نماز پڑھے اور یہ کہے۔

اللهم خص انت اول ظالم باللعن منی و ابدأ به اولا ثم الثانی ثم الثالث ثم الرابع اللهم العن یزید بن معاویة خامسا" (تحفة العلوم ۱۴۶.۱۴۲)

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار مرتضی حسین فاضل لکھتے ہیں کہ "عاشوراء" دس محرم ۶۱ ھ کا نام اس روز حضرت امام حسین اور ان کے ساتھی کربلا میں شہید ہوئے۔ اس غم انگیز یاد میں دو محرم (روزِ ورودِ امام در کربلا) سے علامات غم کا اظہار خاص اہمیت کر لیتا ہے۔۔ ۶۱ ھ کا عاشور گزر گیا اس کے بعد ہر سال یہ دن آتا ہے اور امام حسین کے دوستدار اس دن کی یاد میں منفرد سوگواری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ہر گھر میں یکم محرم سے ماتم و مجلس، ذکر شہادت اور بیان مصائب ہوتا ہے۔ شب عاشور شب بیداری ہوتی ہے مرد و زن، چھوٹے بڑے، گریہ وبکا، سینہ زنی اور نوحہ خوانی میں معروف رہتے ہیں۔ امام حسینؓ اور ان کے ساتھیوں پر درود وسلام اور قاتلوں پر نفرین کی تسبیحیں پڑھتے ہیں۔ نماز ادا کرتے اور خاص مروی دعائیں پڑھتے ہیں۔ صبح کے وقت سر و پا برہنہ گھروں سے نکلتے ہیں۔ سر کھلے، بالوں پر خاک پڑی. سیاہ کپڑے پہنے گریبان کا تکمہ کھلا آستین الٹے پائنچے چڑھائے دامن گردانے میدانوں یا کربلاؤں میں جاتے ہیں۔ راستے میں کوئی ملتا ہے تو ایک دوسرے سے کہتا ہے:

اعظم اللہ اجورنا بمصانبا بالحسین و جعلنا وایاکم من الطالبین بثارہ مع ولیہ الامام المہدی من آل محمد علیہم السلام"

اللہ ہمیں اور تمہیں امام حسینؓ کی مصیبت میں غم زدہ ہونے پر زیادہ سے زیادہ اجر دے اور ہم کو اور تمہیں امام مہدی آخرالزمان کے ساتھ امام حسین کے خون ناحق کا بدلہ لینے کی توفیق دے۔ کھلے میدان میں، کہیں صحن مساجد اور کہیں کربلا نامی خاص مقامات شہر پر لوگ جمع ہو کر نماز پڑھتے اور امام حسین اور ان کے اصحاب و انصارو اقرباشہداء کربلا کی زیادت (مخصوص و مروی سلام) بجالاتے ہیں۔ پھر دن بھر سوگوار و غم آگین رہتے ہیں۔ عاشور کے دن خرید و فروخت، کاروبار، میل ملاقات، دینوی باتیں نہیں کرتے۔ عصر کے بعد ایک زیارت پڑھتے ہیں جس میں رسول اللہ اور جناب فاطمہ زہراء، علی مرتضیٰؓ اور دوسرے ائمہ سے خطاب کر کے ایک معین و مروی دعا زیارت کے ذریعے مصائب زدوں کی طرح بہت معمولی کھانا کھاتے ہیں۔ شام کے وقت مغربین کے بعد پرسے کی مجلس ہوتی ہیں اور پھر گریہ و بکا کیا جاتا ہے۔ برصغیر میں اس رات کو شام غریباں کہا جاتا ہے اور اس وقت کی مجلس کا خاص اہتمام یہ ہوتا ہے کہ عزا خانے میں فرش کے بغیر یا زمین پر یا معمولی فرش پر لوگ یوں بیٹھتے ہیں جیسے جنازے کو دفن کر کے آئے ہوں سب اشکبار ہوتے ہیں ایک وعظ یا ذاکر منبر پر بیٹھ کر اس وقت کے حالات کربلا بیان کرتا ہے۔ عزا خانے میں شمع اور روشنی گل کر دی جاتی ہے کہ اسی طرح کربلا والے بے سرو سامان تھے ان مجلسوں میں غضب کا گریہ ہوتا ہے اس کے بعد مراسم عاشور انجام پاتے ہیں۔۔۔۔ شیعہ عاشور کو یوم غم مانتے ہیں۔ ائمہ کرام کے احکام کی روشنی میں اس دن روزہ نہیں رکھتے نئے لباس، آرائش و زیبائش کے احکام کی روشنی میں اس دن روزہ نہیں کرتے اور احادیث ائمہ کرام کے مطابق صبح سے عصر تک بیاد حضرت سید الشہداء ترک آب وغذا کرتے ہیں۔ امام محمد باقر نے فرمایا ہے رمضان کے روزوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشور کا روزہ نہیں رکھا۔

(الکافی- الفروع ص ۲۰۳، سفینۃ البحار ص ۱۹۶ ج ۲)

عاشور کے دن شیعہ گھروں میں مکمل سوگ ہوتا ہے اور باہر تعزیہ، علم اور ذوالجناح کے جلوس کے ساتھ سینہ زنی، نوحہ خوانی اور غم انگیز مظاہرے ہوتے ہیں۔ تاریخ نے سب سے پہلا بڑا جلوس اور سرکاری طور پر منایا جانے والا یوم غم ۳۵۲ھ میں لکھا ہے۔ اس سال معزالدولہ نے حکم کے ذریعے بغداد کے بازار بند کرا دیئے اور جلوس ماتم بغداد سے گزرا۔ اس کے بعد سے اختلاف و اتفاق کے ساتھ یہ جلوس عام ہوتے گئے اور پاکستان وھندوستان کے تمام شہروں میں بھی جہاں عزاداران اہلبیت موجود ہیں یہ دن جلوسوں کا دن ہے"۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور ص ۷۴ ۶ - ۶۷۶ ج ۱۲)

پیچھے گزر چکا ہے کہ یہودیوں کے ہاں ایکعاشوراء یوم عید کی طرح منایا جاتا تھا اور اس میں وہ روزہ بھی رکھتے تھے جس سے بعض حضرات کو یہ اشکال پیدا ہوا کہ عید اور روزہ کا جوڑ بعید از فہم ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس خیال کی بنیاد صرف یہ ہے کہ ہم عیسائیوں اور یہودیوں کے روزہ کو اسلامی روزہ پر قیاس کرنے لگتے ہیں۔ جیوش انسائیکلو پیڈیا میں ساتویں مہینہ کے اوائل کے متعلق وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ یہ روزہ اور عید کا دن ہے۔ جبکہ دوسرا عاشوراء جو ان کے مذہبی مہینہ "تشری" کا دسواں روز ہے جس کو "یوم کپور "کہا جاتا ہے یعنی کفارہ کا روزہ جو یہودیوں میں بہت مشہور و معروف ہے۔ یہ ان کی شریعت اور مذھبی کتابوں میں اسی صیغہ یعنی Yom kippur کے ساتھ مذکور ہے اور اس کو انگریزی میں DAY OF ATONEMENT کہتے ہیں (جیوش انسائیکلو پیڈیا) یہ ان کے کسی بہت بڑے گناہ اور کسی تاریخی اور قومی جرم (غالباً یہ جرم گوسالہ پرستی ہے) کے کفارہ کے طور پر رکھا گیا ہے۔ اور اس کو غم و ماتم و تھذیب نفس کا دن کہا گیا ہے۔ یہودیوں کی مذہبی کتاب "سفر الاحبار" میں کفارہ کے دن کا ذکر (جو ساتویں مہینہ تشری کا دسواں روز ہے) اس طرح ملتا ہے: "اور یہ تمہارے لئے ایک دائمی قانون ہو کہ ساتویں مہینہ کی دسویں تاریخ کو تم اپنی جان کو دکھ دینا اور اس دن کوئی خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی جو تمہارے بیچ بودوباش رکھتا ہو کسی طرح کا کام نہ کرے کیونکہ اس روز تمہارے واسطے تم کو پاک کرنے کے لیے کفارہ دیا جائے گا۔ سو تم اپنے گناہوں سے خداوند کے حضور پاک ٹھہرو گے" (احبر، باب نمبر ۱۶ - آیات نمبر ۲۹- ۳۱)

دوسری جگہ آتا ہے اور خداوند نے موسیٰ سے کہا اسی ساتویں مہینہ کی دسویں تاریخ کو کفارہ کا دن ہے اسی روز تمہارا مقدس مجمع ہو اور اپنی جانوں کو دکھ دینا اور خداوند کے حضور آتشین قربانی گزارنا تم اس دن کسی طرح کا کام نہ کرنا کیونکہ وہ کفارہ کا دن ہے جس میں خداوند تمہارے خدا کے حضور تمہارے لیے کفارہ دیا جائے گا۔"

(کتاب مقدس، پرانا اور نیا عھد نامہ) برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی) گنتی میں ایک جگہ آیا ہے "پھر اسی ساتویں مہینہ کی دسویں تاریخ کو تمہارا مقدس مجمع ہو تم اپنی اپنی جان کو دکھ دینا اور کسی طرح کا کام نہ کرنا" (گنتی باب نمبر ۲۹- بحوالہ ارکان اربعہ ص ۲۶۵)

اس کے برخلاف احادیث صحیحہ میں اس کی صراحت موجود ہے کہ عاشوراء کا دن جس میں مسلمانوں کو روزہ

رکھنے کا حکم ہے یہود کے نزدیک بہت خوشی و مسرت اور عید کا دن تھا۔ ان تمام باتوں کے پیش نظر یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ یہ کفارہ کا دن ہے اگر یہ مان لیا جائے تو یہ دن حزن و ملال، غم و ماتم اور عقوبت و تعزیر کا دن ہونا چاہیے۔ یہودیوں کا عاشوراء کے متعلق ہے قول کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمنوں سے نجات دی خود اس سلسلہ میں ایک میزان قرار دیا جاسکتا ہے اس دن کا نام تورات میں متعدد مقامات پر صراحت کے ساتھ ''ابیب'' آیا ہے جس کو بعد میں ''نیسان'' کہا جانے لگا۔ نستانی کہتے ہیں کہ اسرائیلیوں کے موجودہ مہینے اس طرح ہیں کہ ان کے سال کا پہلا مہینہ تشری ہے اور اس لحاظ سے ''ابیب'' کا مہینہ سال کا ساتواں مہینہ قرار پاتا ہے۔

بہرحال عاشوراء محرم کی فضیلت و اہمیت کا تعلق واقعہ شہادت حسینؓ سے ہرگز نہیں ہے۔ اس میں مسنون عمل صرف روزہ رکھنا ہے اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت سے بچنے کے لیے ایک دن قبل یا بعد کا روزہ ملا لینا ضروری ہے جبکہ مولانا منظور نعمانیؒ کی تحقیق کے مطابق آج کل یہود و نصاریٰ عاشوراء کا روزہ ہی نہیں رکھتے بلکہ ان کا کوئی بھی کام قمری مہینوں کے حساب سے نہیں ہوتا اس لئے اب کسی اشتراک اور تشابہ کا سوال ہی نہیں رہا لہٰذا فی زماننا رفع تشابہ کے لیے نویں یا گیارھویں کا روزہ رکھنے کی ضرورت نہ ہونی چاہیے۔ (معارف الحدیث ص ۱۷۱ ج ۴) اہل تشیع نے عاشوراء کو یہودیوں کی پیروری میں حزن و ملال، غم و ماتم اور عقوبت و تعزیر کا دن قرار دیا ہے ان کا قومی جرم گوسالہ پرستی تھا اور ان کا قومی جرم قتل حسینؓ اور اس میں ''اعانت'' ہے۔ اسی طرح ایسی ہی بات ان کی اگلوں نے بھی کہی تھی ان کے اور ان کے دل یکساں ہو گئے ہم نے تو یقین والوں کے لیے نشانیاں بیان کر دیں۔

○

مدرسہ ابوبکر صدیق تلہ گنگ میں ٹیلی فون کی تنصیب

احباب و کارکنان احرار کو مطلع کیا جاتا ہے کہ تلہ گنگ کے مرکز احرار مدرسہ ابوبکر صدیق (ملحق وفاق المدارس الاحرار ملتان) میں ٹیلی فون کی تنصیب ہو گئی ہے۔ مجلس احرار اسلام کے مبلغ مولانا فیض الرحمٰن صاحب یہاں ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔ احباب فون نمبر نوٹ فرمالیں۔

مدرسہ ابوبکر صدیق۔ تلہ گنگ (ضلع چکوال) (05776) 412201